ایثار احمد

حکم و عبر

ہم قارئین کی خدمت میں حکمت قرآن کا تیسرا باقاعدہ شمارہ پیش کر رہے ہیں۔ پہلے دو پرچوں کے بارے میں ہمیں متعدد تعریفی خطوط وصول ہوتے ہیں اور اس کے اجراء کو سراہا گیا ہے۔ ان سے ہماری ہمت افزائی ہوئی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اہل قلم حضرات جو بالخصوص دینی موضوعات سے دلچسپی رکھتے ہیں، اپنی نگارشات سے ہمیں نوازیں گے۔ اور یہ اس پرچے کی افادیت میں اضافے کا باعث ہوں گی۔

دینی اعتبار سے علم و حکمت کی اہمیت مسلم اور اظہر من الشمس ہے۔ نص قرآنی ہے۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء (سورۃ فاطر: آیت: ۲۸) خشیت الٰہی سفر زندگانی میں ہمیں صراط مستقیم پر کاربند رکھنے کا بنیادی عامل ہے، اور قرآن نے اس کو اہل علم و دانش سے مختص کر کے اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ علم و معرفت ہی وہ جوہر ہے جس سے قلب انسانی میں صحیح طور خدا کی کبریائی اور اپنی بے مائیگی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ اور انسان کا عمل سواء السبیل سے مطابقت پیدا کرتا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے عام مشاہدہ یہ ہے کہ فی زمانہ علماء (الا ماشاء اللہ) خشیت الٰہی کے جذبات سے عاری اور تہی دامن ہیں۔ اور ان کا عملی رویہ اور اخلاق کسی اعتبار سے عامۃ الناس سے اعلٰی و افضل نہیں۔ چنانچہ ایک اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ قرآن کس قسم کے علماء اور کس قسم کا علم رکھنے والے اصحاب علم کے بارے میں یہ صراحت کرتا ہے کہ ان کے دل خشیت الٰہی سے معمور ہوتے ہیں۔

یہاں دنیا اور اس کی خواہش و طلب کے اعتبار سے امام غزالیؒ کی علماء کے درمیان تین اقسام کی تخصیص کا ذکر نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ امام موصوف علماء کی مندرجہ ذیل تین اقسام بیان کرتے ہیں۔

(۱) وہ جو اپنے آپ کو بھی ہلاکت میں ڈالتے ہیں اور دوسروں کو بھی ہلاک کرتے ہیں - یہ وہ لوگ ہیں جو صراحتہً دُنیا اور دنیاوی منفعت کے حصول میں لگے ہوئے ہیں - اور اسی کی طرف دعوت دیتے ہیں - ان کی مثال اس آگ کی سی ہے جو خود بھی جلتی ہے اور دوسروں کو بھی جلاتی ہے -

(۲) وہ علماء جن کا ظاہر سلف کی طرح مخلصانہ ہے لیکن باطن ان کا اصل ہدف بھی دنیا اور اس کی طلب وخواہش - یہ خود تو دُنیا طلبی کی وجہ سے ہلاکت میں پڑیں گے ہی لیکن دوسروں کو اس سے بچا لیں گے - اس کی مثال شمع کی سی ہے جو خود جلتی اور پگھلتی ہے، لیکن دوسروں کو اپنی روشنی سے بہرہ مند کرتی ہے -

(۳) آخری قسم ان علماء پر مشتمل ہے جو خود بھی سعادت سے بہرہ مند ہیں اور دوسروں میں بھی سعادت و برکت پھیلانے کا باعث بنتے ہیں - جن کے ظاہر و باطن میں ثواب آخرت اور حصولِ رضائے الٰہی کا جذبہ کارفرما ہے -

یہ بات بلا تامل کہی جا سکتی ہے کہ علماء کی آخرالذکر قسم ہی ان اصحاب علم پر مبنی ہے جن کے دل میں محبت خداوندی کے ساتھ ساتھ خشیتِ الٰہی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں - اور حصول علم کے سلسلے میں ان کا مقصد بجز معرفت و تقرب الٰہی کے اور کچھ نہیں ہوتا -

جہاں تک قسمِ علم کا تعلق ہے - تو اس کا اوّلین اطلاق بلا ریب قرآن و سُنّت اور ان سے مستفاد علوم پر ہوتا ہے - دوسرے علوم و فنون کی حیثیّت بہرحال ثانوی درجے میں ہوگی - ایک روایت میں مذکور ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا، آج علم کا ۹/۱۰ حصہ فوت ہو گیا - اس پر ان سے کہا گیا کہ آپ یہ کہتے ہیں حالانکہ ہم میں صحابہ کی بہت بڑی تعداد بحمداللہ موجود ہے انہوں نے کہا علم سے میری مراد جدل و احکام اور فتویٰ و رائے نہیں - بلکہ وہ علم ہے جس کا تعلق اللہ تعالےٰ کی ذات گرامی سے ہے - یہ ہے وہ علم جو سیکھنا چاہیئے اور یہ ہے وہ علم جس کا ۹/۱۰ حصہ حضرت عمر کی وفات کے بعد دُنیا سے اٹھ گیا - حضرت عمرؓ کے بارے میں ہمیں مستند تاریخی حوالوں سے پتہ چلتا ہے

کہ انہوں نے صبیغ کو جب اس نے دو آیتوں میں تعارض دکھایا تو دُرّوں کی سزادی،
اس کا مقاطعہ کیا - اور لوگوں کو بھی تلقین کی کہ اس کا سوشل بائیکاٹ کریں - اس
طرح گویا انہوں نے بے کار بحث و تمحیص سے عامۃ الناس کو ہمیشہ کے لئے بچانا چاہا -

ثانوی درجے میں 'علم' ان تمام مباحث اور مضامین کو محیط ہے جو آجکل
علوم جدیدہ کے نام سے موسوم ہیں - ان میں طبیعات بھی شامل ہے، اور ریاضی بھی،
کیمسٹری اور دوسرے تمام طبیعی علوم بھی - علاوہ ازیں طبیعی علوم کے علاوہ سوشل
سائنسز اور بالخصوص نفسیات بھی اس زمرے میں آتے ہیں - علم نفسیات موجودہ دور
میں خصوصی اہمیت اختیار کر گئی ہے - اور جدید تجربی منہاج نہ صرف انسان کی داخلی
ذہنی کیفیات کو سمجھنے کے لئے استعمال کی گئیں، بلکہ ان کا استعمال لاشعور اور مذہبی
و روحانی واردات کے مطالعے میں بھی کیا گیا - متعدد واقعات اس طرح کے ہمارے
سامنے آتے ہیں کہ بڑے بڑے سائنسدان اور ماہرین فلکیات وغیرہ اپنی ذہنی کاوشوں
کے آغاز میں تشکیک اور مذہب لاادریت کا شکار تھے - لیکن جوں جوں انہوں
نے اپنے اپنے میدانوں میں تبحّر علمی حاصل کیا - وہ ایک قادر مطلق ہستی اور خالقِ
کائنات کے معترف ہوتے چلے گئے -

'حکمت قرآن' کے اجراء میں ہمارا بنیادی مقصد یہ ہے کہ عام مروّجہ روش سے
ہٹ کر اس پرچے میں ایسے علمی مضامین کو شائع کیا جائے کہ جو ایک طرف گہری
بصیرت اور ذہنی کاوش کے اعلیٰ نمونے ہوں، اور جدید علمی و تحقیق محاسن سے آراستہ
ہوں - تو دوسری طرف ان کا بنیادی مقصد یہ ہو کہ وہ عمل پر ابھاریں، اور
ذہنی و قلبی کیفیات ان کے زیرِ اثر مترتب ہوں - جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا ارشاد ہے -

" علم کی دو قسمیں ہیں - ایک علم وہ ہے جو صرف زبان تک محدود ہے - یہ
تو خلق اللہ پر بمنزلہ دلیل و حجت ہوا - دوسرا دل سے لگاؤ رکھتا ہے - یہی علم نافع
ہے - "

زیر نظر شمارہ اکثر و بیشتر اُن مقالات پر مشتمل ہے جو مرکزی انجمن خدام القرآن
کے زیر اہتمام منعقدہ محاضرات قرآنی (Quranic Seminars) کے موقع